محمد طاہر حسین قادری کا سفر نامہ
"اسپین کا مطالعاتی سفر" ایک مطالعہ

A Study of Muhammad Tahir Hussain Qadri Travelogue "Spain ka Motalaati Safar"

Sajid Imtiaz
Scholar PhD Urdu, NUML, Islamabad
Email: sajid.imtiaz@yahoo.com ORCID: *https://orcid.org/0009-0002-8449-6113*

Dr. Nazia Malik
Assistant Professor, Urdu Department, NUML, Islamabad.
Email: nmalik@numl.edu.pk ORCID: *https://orcid.org/0009-0001-4302-8420*

Abstract:
Travelogue is an important genre of Urdu literature. This article is an analytic study of Travelogue "Spain ka Motalaati Safar" by M.Tahir Hussain Qadri. He is a famous historian, biographer, researcher, poet and Urdu travelogue writer. He is also editor of Aina karam magazine. During his long writing career, he wrote many articles and got appreciation from the readers. The number of his writings is about 75 books on different subjects. He is known as authenticity on Silsila Qadria in Pakistan. In this article, we will observe some specific aspects of his travelogue.

Keywords:
Travelogue, Aina Karam, Biographer, Urdu Literature

آدمؑ کے زمین پر قدم رکھنے سے انسانی اسفار کا آغاز ہوا اور آج تک نسلِ آدم محوِ سفر ہے۔ تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ دورِ قدیم سے انسان نے اپنے سفری حالات کی روداد لکھنا شروع کی اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے دورِ حاضر میں سفر نامہ باقاعدہ ایک ادبی صنف کے طور پر اپنی شناخت بنا چکا ہے۔ سفر نامے محض سفری اور تاریخی حالات، واقعات، مشاہدات اور تجربات کا اظہار نہیں ہوتے بلکہ زندگی کو دیکھنے کے لیے نئے زاویے پیش کرتے ہیں۔ سفر دنیا کے تمام انسان کرتے ہیں لیکن ایک سیاح جب سفر کرتا ہے تو دورانِ سفر جو کچھ دیکھتا اور محسوس کرتا ہے ان تاثرات کو سفر نامے کی شکل میں تحریر کرتا ہے سفر نامے تاریخی، جغرافیائی، سوانحی اور سماجی معلومات کا ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ قوموں کی ترقی میں ان کے عظیم ادیبوں اور فلسفیوں کے سفر نامے اور سوانح عمریاں اہم کردار پیش کرتی ہیں۔ یہ

سفر نامے آنے والی نسلوں، ادیبوں اور سیاحوں کے لیے چراغِ راہ ثابت ہوتے ہیں۔ سید احمد دہلوی نے فرہنگ آصفیہ میں "سفر نامہ" کے جو مطالب بیان کیے ہیں ان کے مطابق اسے "سیاحت نامہ، سفر کی کیفیت، روزنامچہ سفر، اور حالات و سرگزشت قرار دیا ہے۔"[1]

سفر نامہ جامد و ساکت مناظر کی عکس بندی کا نام نہیں ہے بلکہ بے جان اور جاندار مظاہر و مناظر اور واقعات و حوادث جو سیاح کے قلب و نظر کو متاثر کرتے ہیں اور اس کے دل میں اجنبیت کی جگہ اپنائیت کا احساس پیدا کرنے لگتے ہیں۔ یوں سفر نامہ محض حادثات اور واقعات کا بیانیہ نہیں رہتا بلکہ سیاح کی ذہنی و قلبی ارادت شامل ہونے سے ایک اچھوتی تخلیق بن جاتا ہے۔ جدید سفر نامہ نگاروں نے دوسروں سے زیادہ اپنے لیے لکھا ہے۔ انہیں پردیس کے مظاہر و مناظر میں اپنی ہی ذات ڈوبتی ابھرتی دکھائی دیتی ہے، نئے سفر نامے میں سیاح کی ذات اور ماحول کی دوری ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان سفر ناموں کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ ان سفر نامہ نگاروں نے مناظر کی جو جزئیات بیان کی ہیں وہ کسی مسافر کی نگاہ سے نہیں بلکہ ایک سیاح کی نظر سے دیکھی گئی ہیں۔ زیرِ نظر سفر نامہ "اسپین کا مطالعاتی سفر" جو کہ معروف ادیب، محقق پیر محمد طاہر حسین قادری کا تحریر کردہ ہے۔

آپ کا علمی و ادبی کام سلسلہ قادریہ کے حوالے سے سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کو اسلامی تاریخ و تصوف سے خاص لگاؤ ہے۔ اسی محبت کی کشش میں انہیں ۲۰۱۲ ٦ میں سرزمینِ اندلس جانے کا موقع ملا، یہ خطہ بچپن سے ان کے خوابوں کی سرزمین بنا ہوا تھا۔ لہذا یہ سفر آپ نے جس قلبی و روحانی سرشاری میں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے لیے یہ سفر کسی نعمت سے کم نہ تھا۔ حرفِ آغاز میں تحریر کرتے ہیں:

" اسپین سے میری شناسائی کا پہلا ذریعہ نسیم حجازی کا مشہور و معروف ناول "شاہین" بنا۔ میں غالباً ساتویں کلاس میں پڑھتا تھا۔ ناول سکول لائبریری سے پڑھنے کے لیے لایا۔ چھٹی والے دن جب یہ ناول پڑھنا شروع کیا تو اس کی تاثیر کا اندازہ لگائیے جب تک مکمل پڑھ نہ لیا، ہاتھ سے نہ چھوٹا۔"[2]

زیرِ مطالعہ سفر نامہ ماضی اور حال دونوں کو ساتھ لے کر چلتا ہے یہ سفر نامہ محض سفر نامہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے شاندار ماضی کا رومانوی اظہار کرتے ہوئے عشق نامہ بن جاتا ہے۔ یہ سفر نامہ میڈرڈ، ال اسکوریا، قرطبہ، غرناطہ، زارا غوضا اور بارسلونا کی یک ہفتگی سیر و سیاحت کی روداد ہے جو مجلّہ آئینہ کرم میں (۲۰۱۲ ٦) میں شائع ہوئی۔

"اسپین کے مطالعاتی سفر نامے" کا اسلوب سلیس، سادہ اور رواں ہے۔ مصنف نے اس سفر نامے کو فکشن یا فینٹیسی نہیں بنایا لیکن اس سفر نامے میں آپ کو تاریخ اندلس کے حوالے ضرور ملیں گے۔ قرطبہ اور غرناطہ کی سیاحت کرتے ہوئے سیاح کا فلیش بیک فطری عمل ہے۔ وہاں قدم قدم پر حسرت اور تاسف کا احساس موجود ہے تاہم محمد

طاہر حسین قادری نے اندلس کو نہ ہی اپنا نا ئسٹلجیا بننے دیا، نہ ہی ماضی کے رومان میں کھوئے اور نہ ہی مستقبل کے سہانے خواب دیکھتے ہیں۔ ان کا مزاج تقی عثمانی جیسا حقیقیت پسندانہ دکھائی دیتا ہے۔ "اندلس میں چند روز" میں وہ بیان کرتے ہیں۔

"اختتامِ سفر پر ایک ساتھی نے سوال کیا۔ کیا مسلمان اس خطے کو دوبارہ ایمان سے منور کر سکیں گے؟ عثمانی صاحب نے جواب بڑا حقیقت پسندانہ دیا تھا، اسوقت تو مسلمان اپنے موجود خطوں کو ٹھیک سے سنبھال لیں تو بہت ہے کہ وہاں اندلس کی تاریخ نہ دہرائی جائے۔"[3]

سفر نامہ نگار نے سفر نامے میں دلچسپی کے عنصر کو بڑھانے کے لیے موقع محل کی مناسبت سے اردو اور فارسی کے مختلف اشعار کا استعمال کیا ہے، جس سے قاری بوریت کا شکار نہیں ہوتا اور اس کی دلچسپی کا عنصر قائم رہتا ہے۔ اس کا ذوق ابھرتا اور فراواں ہوتا جاتا ہے مثلاً پہاڑی سلسلوں، برف سے ڈھکی چوٹیوں اور دشوار گزار راستوں سے گزرتے ہوئے عرب فاتحین کی مشکلات اور رکاوٹوں کا ذکر علامہ اقبال کے اشعار کی صورت میں کرتے ہیں۔

یہ غازی یہ تیرے پُر اسرار بندے — جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے دریا و صحرا — سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل — عجب چیز ہے لذتِ آشنائی[4]

زیر نظر سفر نامے کا جوں جوں مطالعہ کیا، پیر صاحب کا ذوقِ شاعری کھُل کر سامنے آتا گیا۔ اخلاقی اقدار اور حکمت آموز شاعری، نہ صرف ان کے حافظے کا حصّہ ہے بلکہ وہ نثر میں شاعری کا ایسا پیوند لگاتے ہیں کہ نثر تخلیقی اور ادبی جو ہر سے مالا مال ہو جاتی ہے۔ اپنے اسی ذوق کو انہوں نے اندلس نامہ کی صورت میں سفر نامے کا حصہ بنایا ہے۔

چند اشعار دیکھئے یہ اشعار سفر نامہ میں بھی موجود ہیں اور ان کے شعری مجموعہ کلیاتِ طاہر میں بھی شائع ہو چکے ہیں

اے گلستانِ اندلس! گلزارِ جہاں ہمارا — تھا جس کی ٹہنیوں پر کل آشیاں ہمارا
یورپ کے باسیوں کو علم و ہنر سکھایا — رشکِ جہاں تھا اندلس اک دن یہاں ہمارا
صدیاں گزر گئی ہیں، آثار کو مٹاتے — اندلس کی ہے جبیں پر، تاباں نشاں ہمارا[5]

تاریخ کسی علاقے اور ریاست کے تمام پہلوؤں کو بے نقاب کر دیتی ہے۔ سرزمین اندلس جسے آج کل اسپین کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے اس خطے پر تقریباً آٹھ سو سال حکومت کی اور شاندار اسلامی تہذیب کو پروان چڑھایا۔ اندلس میں موجود مسجدِ قرطبہ، مدینۃ الزہرا، الحمرا، وادی الکبیر، ایوانِ سفر، ایوانِ بنی سراج، البائرین، فوجی عجائب گھر اور گولڈن ٹاور وغیرہ کے ساتھ تاریخی واقعات اور داستانیں وابستہ ہیں، جو مسلمانوں کے سنہری دور کی یادگار ہیں۔ محمد

طاہر حسین قادری نے اپنے سفر نامے میں تاریخ کو بیان کیا ہے۔ یہ سفر نامہ ماضی و حال کی داستان کا حسین امتزاج ہے۔ لکھتے ہیں

> "اکثر لوگ سمجھتے ہیں مسلمانوں نے پورے ملک اسپین پر حکومت کی مگر یہ بات صحیح نہیں البتہ اسپین کے بڑے حصے پر مسلمان غالب آ گئے تھے تاہم ملک کا ایک حصہ پھر بھی عیسائیوں کے قبضے میں رہا۔ گویا ملک کے تقریباً چوتھائی حصے پر مسیحی ہمیشہ قابض رہے۔ مسلمانوں کے زیرِ قبضہ علاقے کو "اندلس" کہا جاتا ہے۔"[6]

سفر نامہ نگاری کا اہم جز، جزئیات نگاری اور منظر نگاری ہیں ایک اچھا سفر نامہ نگار جو بھی منظر دیکھتا ہے اس کی ہو بہو تصویر لفظوں میں ایسے پیش کرتا ہے کہ سارا منظر قاری کے سامنے گردش کرنے لگے۔ " اسپین کا مطالعاتی سفر " کا اگر جائزہ لیا جائے تو سفر نامہ نگار اس خوبی پر پورا اترتا دکھائی دیتا ہے اگرچہ مشاہدہ اور جزئیات نگاری باہم ایک ہی نظر آتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے مشاہدہ میں بے پناہ تخلیقیت چھپی ہوئی ہے مگر مشاہدہ کے بغیر جزئیات نگاری کی جائے تو یہ تخلیقیت ادبیت سے محروم رہے گی پیر محمد طاہر حسین قادری کے شخصی اوصاف میں مشاہدہ اور جزئیات نگاری دونوں موجود ہیں۔ دورانِ سیاحت وہ اپنے ارد گرد کا مشاہدہ بڑی باریک بینی سے کرتے ہیں وہ چھوٹی چیزوں کو بڑا کر کے دیکھنے کے عادی ہیں صوفی گروہ سے تعلق ہونے کی وجہ سے ان میں تقوی اور خود شناسی کے لیے باطنی توجہ ان کی شخصیت کے نمایاں پہلو ہیں۔ انہیں اوصاف کے زیرِ اثر ان کے سفر نامہ میں مشاہدہ اور جزئیات نگاری دیکھے جا سکتے ہیں۔

> " صحنِ مسجد میں اب صرف ایک ہی فوارہ موجود ہے جو اپنے ناتواں وجود کا احساس بیدار رکھنے کی کو شش کر رہا ہے۔ ٹپ، ٹپ، قطرہ، قطرہ پانی کارواں سے بچھڑے کسی تھکے ماندے مسافر کے آنسوؤں کی طرح ٹپک رہا تھا۔ اس جگہ کبھی پانی کے وسیع تالاب ہوتے تھے، زیرِ زمین نلوں کے ذریعے ان کا رشتہ میلوں دور سرامورینا کی بلندیوں پر بنے شفاف پانی کے تالابوں سے قائم تھا۔"[7]

اندلس میں مسلمانوں کے فنونِ لطیفہ کی کئی مثالیں موجود ہیں جو ان کے شاندار ماضی کی یاد دلاتی ہیں، غرناطہ میں موجود مسلمانوں کا ایک قلعہ "الحمرا" فنِ تعمیر میں اپنی مثال آپ ہے۔ الحمرا کی عمارت پر نقش و نگار اور فن کاری دیکھ کر آنکھیں حیران رہ جاتی ہیں۔

محمد طاہر حسین قادری مسلمانوں کی یادگار عمارات کی زیارت کرتے ہیں تو ہر در و دیوار کے نقش و نگار اور وہاں موجود اشعار کو اپنے مشاہدے اور منظر نامے کا حصہ بنا لیتے ہیں یوں منظر پیش کرتے ہیں محسوس ہوتا ہے کہ تصویر ہر ایک کے سامنے ہے اور قاری اپنی آنکھوں سے ان مناظر کو دیکھ رہا ہے۔ سفر نامے سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

" قصر الحمرأ کے اس حصہ کے مختلف نام کتب میں درج ہیں مثلاً فناٗ، السباع، دیوان الاسد، ماسدۃ، بیت الاسود وغیرہ یہ بارہ شیر گویا طاق اور ہمت کی علامت ہیں صحن کے ایک طرف شاہی خواب گاہ ہے جو تین حصوں میں منقسم ہے۔ چھت کے ان تینوں حصوں میں کمال کی مصوری کی گئی ہے درمیان والے مستطیل کمرے کی چھت پر بنی نصر کے دس تیغ بکف کو، کسی خاص موضوع پر پر جوش انداز میں مشورے کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔"[8]

ہر قوم اور علاقے کا اپنا رہن سہن تہذیب اور معاشرت ہوتی ہے۔ بعض رسم ورواج اور طرز معاشرت تمام اقوام عالم میں ایک جیسے یا ملتے جلتے ہی دکھائی دیتے ہیں پیر محمد طاہر حسین قادری نے دورانِ سیاحت ہر عام وخاص اور چھوٹی وبڑی چیز پر نظر رکھی ہے۔ انھوں نے اہلِ اندلس کی تہذیب ومعاشرت کو بھی قریب سے بغور دیکھا اور ان عناصر کا اپنے سفر نامے میں ذکر کیا ہے۔ وہ اپنے سفر نامے میں وہاں کے کھانوں، رہن سہن اور ذریعہ آمدن کے بارے بات کرتے ہیں زیتون کی کاشت کس طرح پہاڑوں پر بھی خوبصورت قطاروں میں کی جاتی ہے اور اسے پھل، روغن اور اچار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ علاوہ تہذیب وتمدن کے حوالے سے وہاں شادی کی عمر کی کوئی قدغن نہیں، سفید بالوں والے بھی شادی کرتے ہیں اور وہ بھی بینڈ باجے کے ساتھ یعنی اس معاشرے میں بڑھاپے میں دھوم دھام سے شادی کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ آپ ایک جگہ تحریر کرتے ہیں۔

"جامع قرطبہ کی عمارت دیکھ کر باہر نکلے تو سامنے ایک سفید بالوں والا شخص جس کی عمر کم وبیش ساٹھ سال تو ضرور ہو گی، اپنی دلہن اور بارات کے ساتھ ہال میں داخلہ کا منتظر تھا۔ کیوں کہ اب یہ مسجد نہیں ان کا گرجا تھا جہاں انہوں نے اپنی مذہبی رسوم ادا کرنی تھیں بینڈ والوں نے دروازے پر خوب شور مچا رکھا تھا۔" [9]

پیر صاحب نے دورانِ قیام اسپین کے قانونی وسماجی پہلوؤں کا بغور مشاہدہ کیا وہاں سے ماحول کو صاف ستھرا پایا۔ لوگوں کو قانون کے اصولوں پر عمل پیرا ہوتے دیکھا اور اپنے سفر نامے میں اس بات کو سراہا۔ وہ بتاتے ہیں کہ مہنگائی کا مسئلہ پوری دنیا میں ہے جس طرح ہمارے سیاحتی علاقوں اور تہواروں پر دام بڑھ جاتے ہیں وہاں بھی ایسے ہی حالات نظر آتے ہیں۔ غرناطہ کی طرف جاتے ہوئے انہیں جب ہوٹل میں قیام کی ضرورت پیش آتی ہے تو اس حوالے سے وہ یوں گویا ہیں۔

"غرناطہ ایک تو بڑا شہر ہے دوسرا ہفتہ اتوار کی درمیانی شب ویسے بھی یورپی لوگ ہوٹلوں کا رُخ کرتے ہیں سیاحوں کا لشکر الگ ہوتا ہے وہاں پہلے تو کہیں جگہ نہ ملے گی اگر ملی تو بہت مہنگی

پڑے گی لہٰذا راستے پر ہی دو تین جگہ ہوٹل والوں سے کرایہ پر دو کمرے حاصل کرنے کے لئے بات چیت کی لیکن وہ ۳۰یوروفی آدمی مانگتے تھے۔"[10]

پیر محمد طاہر حسین قادری مسلمانوں کی عظمت کو فتح وشکست سے تعبیر نہیں کرتے۔ اس لئے جب وہ اپنے خوابوں کی سر زمین جو مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی یادگار ہے اسے غیروں کے تسلط میں دیکھتے ہیں تو دوسرے ادباء کی طرح مرثیہ خوانی نہیں کرتے اور اپنی تحریر کو قنوطیت سے آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی عظمت کی بنیاد الحمرا اور لال قلعہ جیسی عمارات نہیں بلکہ مسلمانوں کی عظمت ان کی نظریاتی اساس سے جڑی ہوئی ہے۔ وہ اسلام کی سیاست کو الگ نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ اقتباس دیکھئے

"سیاسی عظمت کے سوا کسی عظمت کی ہمیں کوئی خبر ہی نہیں حالانکہ اسلام کی نظریاتی عظمت تمام عظمتوں سے زیادہ بڑی ہے یہ عظمت اس وقت بھی باقی رہتی ہے جب درو دیوار کی عظمتیں کھنڈر بن کر تاریخ کا حصّہ ہو گئی ہوں اسلام امید اور اعتماد کا دین ہے۔ اسلام عسر میں یسر کا راز بتاتا ہے۔"[11]

"اسپین کا مطالعاتی سفر" اندلس کے دوسرے سفر ناموں سے مختلف اور منفرد نوعیت کا حامل ہے۔ اس میں ماضی کا نوحہ تو نہیں مگر حسرت یاسیت سے پہلو بچاتے ہوئے امید افزا مستقبل کا اظہار بن جاتی ہے۔ گویا اس سفر نامے میں ماضی کے ساتھ مستقبل کو وابستہ دیکھا جا سکتا ہے۔ سفر نامہ نگار نے ایک ہفتہ کی سیاحت کے دوران تمام مقامات ومناظر کو ایک سیاح کی نظر سے دیکھا ہے اور ان کے متعلق بھرپور جانکاری مہیا کی ہے۔ یہ سفر نامہ تاریخی، سماجی، معاشرتی، سیاسی، معلوماتی اور تہذیبی ہر طرح کے عناصر کا احاطہ کرتا ہے۔ ان تمام فنی خوبیوں کی بدولت اس سفر نامے کو اہم سفر ناموں کی فہرست میں رکھا جا سکتا ہے۔

(References الھوامش)

[1] ۔ احمد دہلوی، سید، فرہنگِ آصفیہ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۲ ۶، ص، ۱۵۹

Ahmad Dahlawii, Sayid Firhingh Asafya, Manshurat Sinjmil, Lahore 2002 6, P .159

[2] ۔ محمد طاہر حسین قادری، اسپین کا مطالعاتی سفر" مشمولہ آئینہ کرم، منگانی شریف جھنگ، شمارہ نمبر ۳۳، جون ۲۰۱۲ ۶، ص، ۲۹

Muhammad Tahir Husayn Qadiri, Rihlat Dirasiat 'Iilaa 'Iisbanya, "Madmun Ayna Karam, Minjani Sharif Jangh, Aleadad 33, Huzayran 2012, 6, P 29

[3] ۔ محمد تقی عثمانی، مفتی، اندلس میں چند روز، ادارۃ المعارف کراچی، ستمبر، ۲۰۰۶ ۶ ص ۵۱

Muhammad Taqi Euthmaniun, Mufti, Bideat 'Ayaam Fi Al'andalus, 'Iidarat Almaearif, Karatshi, September 2006 6 P 51

[4] ۔ اسپین کا مطالعاتی سفر، آئینہ کرم مجلّہ، شمارہ نمبر ۳۳جون ۲۰۱۲ ۶، ص، ۳۵

Rihlat Dirasiat Alaa Asbania Majalat 'Ayn Karam Aleadad 33 Huzayran 2012 6, P 35

[5]۔ محمد طاہر حسین قادری، کلیاتِ طاہر، کتابخانہ ابن کرم، منگانی شریف جھنگ، ۲۰۱۸ ۶ ،ص۳۴۸

Muhammad Tahir Husayn Qadiri, Kuliyaat Altaahir, Kitabakhanat Bin Karam, Minjani Sharif Jangh, 2018 6, P 348

[6]۔ اسپین کا مطالعاتی سفر شمولہ، آئینہ کرم شمارہ ۳۳، جون ۲۰۱۲، ص، ۳۰

Rihlat Dirasiat 'Iilaa 'Iisbanya Mutadaminat, Ayn Karam, Aleadad 33, Huzayran 2012, P 30

[7]۔ آئینہ کرم، شمارہ ۳۴، نومبر ۲۰۱۲، ص۵۹

Ayna Karam, Aleadad 34 Tishrin Althaani 2012, P 59

[8]۔ آئینہ کرم، شمارہ نمبر ۳۵، جون ۲۰۱۳، ص ۵۲

Ayna Karam, Aleadad 35 Tishrin Althaani 2013, P 52

[9]۔ آئینہ کرم، شمارہ نمبر ۳۵، جون ۲۰۱۳، ص۶۱

Ayna Karam, Aleadad 35 Tishrin Althaani 2013, P 61

[10]۔ آئینہ کرم شمارہ ۳۵، جون ۲۰۱۳ ، ص۴۶

Ayna Karam, Aleadad 35 Tishrin Althaani 2013, P 46

[11]۔ آئینہ کرم، شمارہ نمبر ۳۴، ص ۶۲

Ayna Karam, Aleadad 34, P 62